رجسٹرڈ نمبر اے ۸۳

REGISTERED No. A 83

جلد ہشتم

AKHBAR OUDH PUNCH

Volume. VIII

1923 LUCKNOW ۱۹۲۳

اودھ پنچ لکھنؤ

अखबार अवधपंच लखनऊ



مطبع ممتاز المطابع وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ سے باہتمام حکیم محمد زمین ... شائع ہوا

جلد ۸　　نمبر ۲۸

مضامین غیر

بابت ۲۰ جولائی ۱۹۲۳ء

اینجانب کے کلام میں لالہ شاہی تصرف

پایا ہے انسان نے دنیا کا کاروبار رنگ
جو دیکھے میرے یار کو ہو جائے عقل دنگ

اخبار ناخلف سے جا تو ہے دبے تفنگ
ہندوستاں میں دیکھ کے رہے ہر جنگ

پوشیدہ گنجینۂ وزرٹ کے منہ پر بُرا گری
صحراؤں جیسے بچا نہ بیڑا بڑا پتنگ

تاہم وہ بیچارہ لکھا سٹرانوں تکوں کو
اٹھے ہیں ہاتھ سلے کے قدمی بابِ جی ہے تنگ

ہر کس بگل ہوتے کے پیچ گرہ کو جب مار
سب مل کے جو زشتال کرے دل ترنت جنگ

پہلی میں رو رو وہ صاحب کی چادر پ
اس بزنگالی رنگ سے سب قافیہ ہے تنگ

اقبال جب شاء و نہ کلام آئی مشتری
سب گائیں انگلی بک گئے بچیں شرم کی ریجنگ

دنیائے حسن و عشق میں یہاں ایسے ہوئے تباہ
باقی نہ رہ گئی نہیں پروائے عار و ننگ

وہ مرض نہ بچے پڑا ریش زیب میں
خود غرضی کی چلتی ہے وہ داد تک تفنگ

بہت قابل اعتبار

ایسے ہی نے کا رہ نہ گیا اعتبار کچھ
دا جانو سیاہ دیکھا ہوئی جسے عقل دنگ

راقم　　　　　　　　　　　　　　　　　یقلم

کامن فتحپوری　　　　　　　　　　قلم خاموش خود غرضی

رباعیات

ایک خاقانی ہند صاحب کا اصرار ہے کہ یہ رباعیاں پنچ میں درج کر دی جائیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم قصیدہ گوئی میں مشہور ہیں مگر رباعی گوئی میں نوشق۔

رباعی

حاسد کا ہوا رعاب محسود ہوں میں
ہے دعوت بزم شوم مسعود ہوں میں
قائل نہیں حشر و نشر ہی کا افسوس
کہتا نہیں مردود کہ مردود ہوں میں

دیگر

ہے بزم جہاں میں صاف گو آئینہ
اچھوں کو عزیز کیوں نہ ہو آئینہ
نفرت کا اصول ہے جو آئے نہ چنے
کو۔ داعل کو رو سیہ کو آئینہ

دیگر

مغرور نے بندگی سے جب منہ موڑا
ساعد اسکا تمام قدسیوں نے چھوڑا
لیکن ہر عجب ماجرا ہے یہ بینے
کہتا ہے کہ میں نے ان سے رشتہ توڑا

دیگر

یہ زعم و غرور و خود پرستی کب تک
یہ سرکشی اور چیرہ دستی کب تک
بلدی بازی یہ ریش بابا بازی
طفل ناداں یہ شیر مستی کب تک

راقم خاقانی ہند

لطائف

(۱)

خسر: ”الغرض میری لڑکی کا بیاہ آپ کے ساتھ طے ہو گیا۔“
نوجوان: ”جی ہاں یہ سب بخت و اتفاق محبت و عشق پر موقوف ہے۔“
خسر: ”امید ہے کہ دلہن خوب ہی دلہن کے گھر بسے جائے گی۔“
نوجوان: ”یہ آپ کی دلہن کے حسن سلیقہ پر موقوف ہے۔“
خسر: ”اور آپ اسے نہایت بیش بہا تحفے عنایت کریں گے۔“
نوجوان: ”جی ہاں یہ میری مالی وسعت پر موقوف ہے۔“
خسر: ”لیکن بسر اوقات کی صورت کیا ہو گی۔“
نوجوان: ”یہ معاملہ آپ کی ذات پر موقوف ہے۔“

(۲)

یک چشم: ”میں آپ سے دونی نظر رکھتا ہوں مگر ذلیل نہ کیجیوں گو دوں سو روپیہ ہارتا ہوں“
دو آنکھوں والا: ”غلط! اگر تم مجھ سے زیادہ دیکھو تو بیس روپیہ ہارتا ہوں۔“
یک چشم: ”اچھا میری کتنی آنکھیں ہیں۔“
دو آنکھوں والا: ”ایک۔“
یک چشم: ”وہ مارا۔ لائیے بیس روپیہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی دو آنکھیں ہیں۔“

(۳)

استاد: ”وبا وہ بیماری ہے جو پھیلے۔ کوئی مثال؟“
شاگرد: ”جیسے کاغذ پر روشنائی۔“

(۴)

پادری: (نکاح پڑھتے وقت) ”اس نوجوان شریف زادی کا نام کیا ہے۔“
ایک شریک جلسہ: ”مس گلاب ہیں۔“
پادری: ”نازک شکن چیز ہے۔ دولھا کے ہاتھ میں ہاتھ کیونکر دوں۔“

(۵)

مالک باغ: ”کیوں بے یہ تو درخت پر کیوں چڑھا۔ اور امرود کیوں توڑا۔“
چور لڑکا: ”واہ صاحب احسان فراموشی اسی کا نام ہے۔ امرود گر پڑا تھا میں نے کہا لاؤ اسے پھر ڈالی پر لگا دوں۔“

(۶)

بیمہ کمپنی کا ایجنٹ: ”آپ کے والد کا انتقال کس مرض میں ہوا۔“

امیدوار بیٹا:- تو یاد نہیں لیکن مرض کوئی مہلک تھا۔

(۷)

"نصیحت"

لڑکا:- اماں دیکھو ابا فرش پر نشے میں پڑے ہوئے ہیں۔
ماں:- ہاں بیٹا۔ یہ بھی نصیبوں کی خوبی۔
لڑکا:- اگر تم شادی کے وقت مجھے اپنے ساتھ لے گئی ہوتیں تو پھر تو سنبھالا آتی۔ میں اس سے اچھا آدمی تلاش کر دیتا۔ پیاری اماں بولو۔ چپ کیوں ہو؟

(۸)

بازی گر کی خواہش تھی کہ تماشائیوں پر اپنے شعبدے کو بے لاگ ثابت کرے۔ اس نے کہا "دیکھو بھائیو یہ تماشا کھیل ہے مگر مجھے اس کھیل میں ایک اجنبی لڑکے کی مدد درکار ہے۔ (سامنے ایک لڑکا کھڑا تھا) میاں صاحبزادے تم نے مجھے کبھی اور تو نہیں دیکھا؟ صاف صاف کہہ دو میرے تمہارے جان پہچان تو نہیں ہے؟"
لڑکا:- نہیں ابا۔ میں تمہیں کیا جانوں۔

(۹)

خدمتگار:- حضور ایک فقیر دعائیں دیتا ہے۔
آقا:- اس کو ایک چپاتی دے دو۔
خدمتگار:- مگر اس کی صورت سے ظاہر ہوتا ہے کہ کبھی وہ بھی خوشحال اور غنی تھا۔
آقا:- اچھا تو جب وہ روٹی کھا چکے تم رومال اور گلاس بڑھا دینا۔

راقم وحید

مولانا پنچ کی نوٹ بک

سنتے ہیں کہ شملہ میں سگون بھی کتوں کی نمائش ہونے والی ہے۔ وائسرائے۔ گورنر پنجاب کمانڈر انچیف اور مہاراجہ پٹیالہ نمائش کے مربی ہونگے۔ بس ان کتوں کی آواز پر دور دور سے کتے جمع ہوں گے معلوم نہیں کہ حکومت ہند اس کار خیر میں اپنی جیب سے بھی کچھ خرچ کرے گی یا نہیں۔ انچکیپ کمیٹی کی ہدایت کے بموجب امید نہیں ہے کہ حکومت اس کتے خصلتی روپیہ ضائع کرے لیکن جن باہمت و باحمیت اشخاص کو ایسی اُپج کی سوجھی ہے انکو ہم یہ مشورہ دینا چاہتے ہیں کہ مفلس و نادار سوکھے ... نان شبینہ کو محتاج۔ تن برہنہ شکم گرسنہ خانہ برباد گھر گھر بے دوا و غذا بیمار جن کا عجاز دانے مرگ کا کنارہ ہے اور ہندوستان میں بقول بعض ان کی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ ہے کچھ ان کی بھی نمائش کرا دیں ؎

کوئی دیکھے لائے گلاب کے پھول
ہم اپنے کسمپرسی کی جڑ دیکھتے ہیں

والی ریاست۔ اختیارات کی دست و درستی

ایسی خبر نہ چیز ہے کہ مہاراجہ نابھہ نے بھی اسے پسند نہیں کیا اور از خود خلعت حکومت اُتار دلق گدائی زیب تن فرمایا۔ نابھہ چھوڑا اور دہرہ دون آباد کیا۔ سنتے ہیں کہ قیصر کے سکھ اس عمل سے ناراض ہیں اور معزولی کی وجہ مہاراجہ صاحب کی آزاد خیالی قرار دیتے ہیں۔ یہ ان سکھوں کی عقل کا قصور ہے۔ ہماری سرکار کبھی جھوٹ نہیں بولتی۔

شیخ مہدی خالصی عراق کے جلیل القدر مجتہد ہیں۔ پہلے تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ بلاد اسلامیہ پر انگریزوں کے استیلا سے ناراض تھے اور اسی بحث پر برابر فتاوے شائع کرتے رہتے ہیں اس الزام کے لئے وہی نہیں بلکہ دیگر اعیانِ مجتہدین بھی تھے کہ جلا وطن ہوئے کیونکہ عراق ہی میں ہیں۔ اب اس الزام پر ایک اور چھینکا سرزد ہوا کہ وہ عراق سے فیصل کا استیصال اور ایران کو ترکی کا ملک کرانا چاہتے تھے لہٰذا جلاوطن کیے گئے۔ انھوں نے کونسل سے بائیکاٹ کیا۔ اس الزام میں معقولیت کو بہت کچھ دخل ہے۔ اول شیخ مہدی شیعہ تو ہیں مگر عرب ہیں۔ دوسرے ایران خود ہی بہت شہ زور ہو گیا ہے۔ خانہ جنگی اور غیروں سے نجات پا چکا اب فاتح بننے کی ہوس نہ کرے تو کیا کرے اس نے اگرچہ بابل میں سماں نہیں دم میں بازے بھاج کی شکل اس طرح دکھائی تو کیا تعجب ہے۔ شیعیت اور سنیت میں تصادم کی ترکیب تو یاروں نے اچھی نکالی ہے دیکھیے جو بدگمان پبلک اسے سچ سمجھے۔ کیا سنئے کہ خود ... پر کاٹ کھانے کا الزام کوئی قوت نہیں رکھتا۔

سنتے ہیں کہ سیٹھ جمنالال جب جیل سے چھوٹے تو مجسٹریٹ نے انھیں بلایا اور فرمایا کہ بڑے آدمی ہو کے احمقوں میں پھنسنا آپ کو زیب نہیں دیتا۔ تحریک دم توڑ رہی ہے اور آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ انگریز ہندوستانیوں سے بدرجہا اچھے ہوتے ہیں۔ اب گھر میں آرام سے بیٹھیے۔ مگر سیٹھ جی کے سر میں سوراج کا بھوت سوار ہو رہا تھا بھلا وہ کب ماننے والے تھے انھوں نے جواب دیا کہ ایک ستیاگرہی بھی اگر زندہ ہے تو تحریک مر نہیں سکتی۔ کیا بات جیل خانے کے صاحب اور روزانہ قیدیوں کا اضافہ دیکھ کے سیٹھ جی نے مجسٹریٹ کا یہ دعوے کہ انگریز ہندوستانیوں سے اچھے ہوتے ہیں تسلیم نہیں کیا۔

میجر ویلس کی صاحبزادی کو مسز ستارہ کی ہمت مردانہ نے پکڑا یا۔ وہ ایک پٹھان بھی اس ستی میں شریک تھے شکر ہے کہ ہماری تحریک پر انھیں بھی تمغا عنایت ہوا۔

افواہ گرم ہے کہ ملک متوسط کے گورنر ... سے

ستارہ گروں کی نسبت ایسے علم حاصل کرتے ہیں جو ستیاگرہ کی گردن میں پھندے کا حکم رکھتے ہیں اگرچہ صحیح ہے تو کوئی نئی بات نہیں۔ ابتک یہی ہوتا رہا اور عمدہ نظام حکومت کی دلیل اسی طرز عمل سے قائم ہو سکتی ہے۔

سُنا ہے کہ خان بہادر مولوی محمد مہدی حسن الرضوی نواب کی جانب سے بعنوان "کیا شیعہ جھنڈا ابھار نہیں گے" ایک اعلان شائع ہونے والا ہے جسمیں آپ شیعوں کو سہ رنگے جھنڈے کی حمایت بچانا چاہتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ "چونکہ شیعہ لوا الحمد کے سایہ کے مستحق ہیں جن کا تیرہ سو برس سے قومی نشان علمبردار شہداء کربلا علیہم السلام کی خونچکاں رایت کی شبیہ ہے کیا وہ سورج کے سہ رنگے جھنڈے کو اپنا قومی علم قرار دیسکتے ہیں" بات معقول ہے لیکن علم سونے چاندی جانبے پیتل کے ہوتے ہیں اور ان میں اکثر تین چار رنگ کے پھریرے بھی ہوتے ہیں ایک سوراجی شیعہ کہتا ہے "ات مرحبا خوب بیادم آوردی" ایک علم حسینی بہ تین رنگ کا پھریرا ہوگا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ خان بہادر صاحب خواہ مخواہ ایسے نامسموع اقوال کی ضد پر لوگوں کو ابھارتے ہیں۔ ایسا اعلانات اگر شائع ہوئے تو کوئی فائدہ نہ ہوگا اور عزاداری کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے سوتی بھڑوں کو جگانے کی کیا ضرورت ہے۔

آخر الٹی آنتیں گلے پڑیں یعنی لبرل لیگ نے بڑے ممبران لیجسلیٹو اسمبلی کو گورنمنٹ کے تمام مالی بلوں کے مخالفت کرنے کی نصیحت کر دی ہے۔ کیوں؟ اس وجہ سے کہ پارلیمنٹ نے دولیسرائے کی تصدیق پر صاد بنا دیا ہم دیکھتے ہیں کہ لبرل لیگ بھی رفتہ رفتہ معاند اندروش اختیار کرتی جاتی ہے حالانکہ اس لیگ کا وجود حکومت کے طفیل میں ہوا تھا۔ دیکھئے ہیں گورنمنٹ کرا سا مجھے صاف جواب
ات غفر کی ملکہ پے جو رے گھر کے لڑکے

مہاتما گاندھی اور دیگر نجات سکاری کی رہائی کا رزولیشن مسٹر شیشہ گری صاحب نے اسمبلی میں پیش کر کے ہوم ممبر کی زبان سے مہاتما گاندھی اور ان کے رفقا کو خوب صلواتیں سنوائیں۔ گالیاں اور صلواتوں کا عوض تو یوم الجزا پر موقوف ہے لیکن ہوم ممبر کا یہ استدلال ہمیں بہت پسند آیا۔ کہ گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ بمبئی کو مسٹر گاندھی کی طرف سے کوئی میموریل وصول نہیں ہوا۔ مہاتما گاندھی جیل میں رہنا پسند کرتے ہیں ان کا قول ہے ؎

رفتن بپا مردی شیشہ گری بہ خلد
حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است

پھر آپ کس بنا پر انکی سفارش کرتے ہیں۔ واللہ ہوم ممبر صاحب تم نے شیشہ دل کو توچکنا چور کر دیا مگر شیشہ گری کی وکالت فضولی کا پورا قلع قمع کر دیا۔

ابتک حکومت ہند ترمیم شدہ ضابطہ فوجداری کو کمی شورش کا ذریعہ تسلیم کیے جاتی ہے حالانکہ معاملہ برعکس ہے جب تک اس قانون نے پٹے کے ہاتھ دکھائے اسوقت تک شورش کا بازار گرم رہا۔ جس طرح چور کے لیے قفل کی نگہبانی ہیچ ہے اسیطرح قانون شکنوں کے لیے قانون ہیچ ہے اور یہ جگہ ہندوستان کی دستور شورش کی پالیسی سے بہتر پالیسی پیدا دنیا پر نہیں ہے۔ اور آج بھی وہی کام آئی۔ ترمیم شدہ ضابطہ فوجداری پا انسداد شورش کی تہمت بیجا ہے۔

کمال نصیبی ہے ایک متمول مصری شہزادے تھے آپ کو خوف شہادت جو پیدا ہوا تو ایک فرانسیسی بیوہ کے کنوارے شوہر بن بیٹھے سیاہ و سفید کا امتزاج زیادہ دیر تک قائم نہ رہا آخر بیوہ کی ترلاق پٹاق نے خلع و طلاق کا جھنجھٹ چکا دیا۔ بیوہ بی بی نے سہاگ کے مارے میاں کو نشانہ بنایا۔ شہادت کے عرفی اقسام میں سے ایک شہادت یہ بھی ہے۔ خدا شہید صاحب کو معاف کرے اگرچہ ہمیں انکے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں۔

پنچ مل خدا - خدا مل پنچ

(بقیہ مضمون مندرجہ ۱۳ جولائی ۱۹۲۳ء)

ایک محترم ممبر کونسل تسمیں کھا کھا کے بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس خاص حضرت یوسف کے ہاتھ کا لکھا ہوا سورہ یوسف ہے۔ خوشامدی مصاحب چنگ پر چڑھانے لگے۔ اس سورہ کا ملنا نایاب چیز ہے ایک ظریف نے بطور خوشامد خوب تعریف کی اور کہا خداوند یہ وہ نعمت ہے کہ رسول اللہ کو بھی میسر نہ ہوئی جن پر سورہ یوسف نازل ہوا تھا۔ الحاصل ہندوستانی ممبر کونسل کے لیے نہ تو علمی قابلیت مشروط ہے نہ وسعت معرفت۔ حسن عمل لازم ہے نہ صدق مقال۔ جس کیسہ پر از زر رکھتا ہو ؎

ہرچہ خواہی باش عوفی لیکے زردار باش

چاہے زمانہ بھر کا رندی باز و جواری شرابی جھوٹا فریبی ناخدا ترس بد معاش ہو مگر زرداری ستار عیوب ہے۔ اور ہندوستانی کونسل واضع قوانین کا دروازہ انکے لیے ہمیشہ براہ انتخاب کھلا ہے۔ ان حالات ہم کیا بتائیں کہ ممبر کیسا ہونا چاہیے اور اسمیں کون کونسی خوبیاں ہونی چاہئیں۔ کتب اخلاق میں جو خوبیاں ایک انسان کے واسطے ضروری ہیں ان کا شمار آسان ہے لیکن کونسل کے حلقہ میں ایسی ذات جمیع الصفات کا وجود ہم نے اپنی عمر میں نہیں دیکھا شاید ہمارے بعد آنے والی نسلیں اس نعمت سے بہرہ مند ہوں۔ آپ ہی بتائیے ایسی شے کی کیفیت و کیفیت کا اظہار جسے کبھی نہ دیکھا ہو کیونکر ممکن ہے۔

ممبری خواہ کونسل کی ہو یا میونسپلٹی کی حال دونوں کا ایک سا ہے یعنی خلق خدا کے آرام پہونچانے سے نہ ہی کونسل صاحب کو لگاؤ ہے نہ ہی میونسپلٹی کو۔ بی میونسپلٹی خانم کی کارروائیاں اودھ پنچ میں بار بار چھپتی رہتی ہیں۔ اصول انتخاب اور انتخاب کرنے والوں کی قابلیت مفصلاً بیان ہو گئی ہے افسوس ہے کہ پنچ مل پچ مل کے بیہودہ دفتر میں فاتو

موجود نہیں ہیں ورنہ ہم آپ کی فرمائش پوری ہی کر دیتے۔ اور آپ دیکھتے کہ کیسی کیسی غریب کارروائیاں امیدواران ممبری سے سرزد ہوتی ہیں۔ لوگوں کو یقین تھا کہ میونسپلٹی کی ناکامی ممبری اگر کہیں جوان [illegible] وعدے سب الوطنی کے دیران آ جانے کی توڑا رہے پورنے لگے ہیں۔ مگر وہ سوائے لنگوری کے اور کوئی چال جانتی ہی نہیں۔ وہاں کے رعیان قوم پوری بہت جاری کر کے تشریف لائے اور نہایت صدق ارادت سے اکثر ووٹ دیے گئے۔ یہ حضرات مجبوعام و منفرد [illegible] تقریریں فرماتے تھے کہ واللہ دیکھ لیجیے گا جاتے ہی اگر مقتوران فتح نہ کر لیا تو اپنا نام رام بازخاں نہ رکھوا دیجیے وغیرہ ہم نے آپ کے کارن آپ کے حقوق کے باعث آپ کے فائدہ کے خاطر جھکڑیاں نہیں جیلیں نہ گئے۔ کھدر پہنا۔ وکالت چھوڑ دی۔ تعلیم چھوڑ دی۔ ہم سے ایک پیسے کا فنڈ اور ووٹ ہزار لیجیے۔ ہم محلہ وار کمیٹیاں بنا لینگے انتظامات میں پبلک سے مدد لیں گے۔ سڑکیں بنوا لینگے۔ روشنی کا انتظام کریں گے۔ گندگی رفع کریں گے۔ بیماروں کو پاس نہ پھٹکنے دینگے۔ پانی کا دریا موریوں سے بہائیں گے روزانہ خیر صلاح لینے گھر دن پر آئینگے۔ اجی استغفراللہ یہ کام خود غرضوں کا ہے کہ تیسرے سال ووٹ کی بھیک مانگنے کے وقت صورت دکھاتے ہیں۔ جاتے ہیں پہلے سب کے نائب اوکیل ہو کے اور جاتے ہی غریب ووٹ دینے والوں کو بھول جاتے ہیں۔ یہ ممبر بنتے ہی فرصت دقت ہو جاتے ہیں ٹیکس بڑھواتے ہیں حکومت جتاتے ہیں مکان کھدواتے ہیں ہماری جانب دیا کمان نہ رکھیے گا۔ باشندگان شہر نے خیال کیا کہ واقعی یہ گروہ نہ سہی ممبری ضرور ہے اگر تھوڑے عددوں میں سے بھی اپنے پورے کیے تو شہر کے دن پھر جائیں گے۔ لیکن خرابیاں پہلے جیسی غلغلہ تھا لے دہی بلکہ اس سے زائد اس وقت تک موجود ہیں نہ محلہ وار کمیٹی بنی نہ انتظامات میں پبلک سے مدد لی گئی نہ سڑکیں اسی طرح بے سیر خرابی میں مصروف روشنی کا حال یہ کہ شام کی بعد بگڑی ہی غائب مگر زمہ داران سے شکایت کی جاتی ہے تو وہ اندازہ

فرونت شکایت کرنے والے کو۔ بے بنا بتاتے ہیں۔ مہینوں سے لالٹینیں ایسی ہوئی ہیں تو پتا نہیں آدھی بوجھے ہیں دس منٹ روشنی ہوتی اور پھر گل ہو گئی تو اسکے آنکھوں سے کیسے مٹیک۔ صفائی کا یہ عالم ہے کوڑے کے ڈھیروں نمائش کے انبار ہیں رمضان میں غریب روزہ دار اس بے آب سے اب بھی کونوں پر رہنے والے اکثر مہینوں پانی کی صورت نہیں دیکھتے تیمم بدل غسل وضو کرتے ہیں۔ ممبر صاحب سلام سے منتظر آداب کے منتظر ہیں اکثر سلام قبول کرتے ہیں دینی ہتک خیال کرتے ہیں سڑکوں پر گزرنے کو تو ہم نہیں کہتے لیکن گلی کوچوں میں کسی ممبر کی صورت دیکھنے میں نہیں آئی۔ ٹیکس بڑھا ہر بھی دیسے ہی آسیئیں چڑھائے مستعد ہیں جیسے اگلے ممبر تھے۔ بود و باش میں کوئی آسانی ان حضرات کے وجود سے اس وقت تک ظاہر نہیں ہوئی۔ دیکھ دل چلا کہتا ہے کہ یا تو ہماری بینائی میں فرق آ گیا ہے کہ ہم خرابیوں کو بحال خود قائم دیکھتے ہیں یا ان حضرات کی آنکھیں قابل توجہ ہیں جنہیں اپنے انتظامات میں ہر ہری ہرا ہی سوجھتا ہے۔ البتہ کھدر کی تجارت کو کسی قدر منفعت ہے جس سے شہر اور اہل شہر کی آسائش کو کوئی علاقہ نہیں ہے۔ علاوہ اس کے اگر ہم آپ کے ساتویں سوال کے جواب میں یہ کہیں کہ ہندوستانی میونسپلٹی کا ممبر صرف ایک ہی خوبی کا محتاج ہے یعنی وہ سر سے پاؤں تک کھدر میں ملفوف ہو تو یہ جواب برینائے تجربہ غلط نہ ہوگا اور آپ کو بھی لازم ہے کہ صرف اسی خوبی کو غنیمت سمجھیں جس طرح چوٹی ہندو ہونے کی علامت ہے یا مولویوں کے نزدیک داڑھی اسلام کی جڑ ہے اسی طرح کھدر استحقاق ممبری کی دلیل کافی ہے۔ چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎

یہ کھدر بھی ہے اک فضل الٰہی
پیٹ اسکو کہیں ہر اچھے خواہی

ممکن ہے کہ اس مضمون کو دیکھ کے بعض احباب کھدر پوش برا مانیں مگر جو کوئی برا مانے وہ اپنی ذات کو ان عیوب سے مستثنیٰ سمجھے کیونکہ نیت نہیں بدل سکتا۔ واقعی کانگریس میں اگر شاعری کا لطف ہے تو نیا سے ذرا بہت افضل ہے۔ خوشنما نمود ہے دل میں ہے وہ کھدر کی تہ سے بھی اسی طرح جھلکا آئے جیسے گریب کے اندر سے۔

ہمارا خیال ہے کہ اگر آپ اپنے سوال کی عبارت یوں بدل دیتے کہ ووٹ دینے والے میں کتنی خوبیاں ہونی چاہئیں اور کتنی خوبیاں موجود نہیں ہیں تو ہم سے نہایت مفصل اور مدلل جواب سنتے۔ یا یہ کہ غربائے ہند کے لیے کیسی کونسلیں درکار ہیں اور غربائے شہر کیسی میونسپلٹی کے محتاج ہیں۔
باقی پھر کبھی

مصدر شکستن

بندہ آجکل آمدنامہ کی گردان یاد کر رہا ہے۔ ماضی مضارع حال استقبال سب گردان چکا۔ صرف امر و نہی کی گردان باقی تھی کہ صرف صغیر میں شکستن مصدر پر نظر جا پڑی۔ اسم فاعل سماعی اس مصدر کا بیاں شکن لکھا تھا۔ آجکل جوڑ توڑ کا زمانہ ہے۔ دوزان کا نظرین بھی ٹوٹی کو جوڑنے پر آمادہ ہے۔ لہٰذا جبر کبیر و کسر جبر کا تماشا نظم کے اسٹیج پر بندہ بھی دکھاتا ہے۔

غزل

کیا ہو انجام اسکا [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

راقم
[illegible] بخش [illegible] لالہ داری [illegible]



قیافہ شناس — (فرینولوجسٹ) "بلند پیشانی اقبال کی نشانی"

ممبر — ذرا جھنڈے کی پیشانی بھی دیکھیے"

بچھو

بقیہ ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

بل ” تو آپ نیو پارک کب تشریف لیجائیں گے “

ابا ” ایک ہفتہ بعد “

بل کی ماں ” جو بیٹے گا نہیں کچھ بھی گز سند ہینکیا ریشم دھاتی دھاری کا لیتے آئیے گا “

میں دل میں تاؤ پیچ کھا رہا تھا۔ اس ریشم کا کفن فرزند بکپ صاحب پہنیں گے یا میرے گلے میں پھندا لگایا جائے گا۔ سر چکرانے لگا۔ کمھن بھری گلن میں بیٹھ گیا۔ پتلون تو بالا نہ رہا۔ بکھر گیا اور خوب بکھرا۔

ابا ” فلسفر زبیر یہاں آکے حساب تو جوڑ دو “

میں ” جی ...... سو قت ...... طبیعت نہیں اچھی ہے “

ابا ” حساب کوئی لمبا چوڑا نہیں ہے “

بادل ناخواستہ اٹھا۔ میز پر گنتیاں ٹنگ کے بل جانا یا۔ مگر ایک رنگ آتا تھا ایک رنگ جاتا تھا۔ دل میں پنکھے لگے تھے۔

بل ” کچھ آجکل کی نسل ہی ناقص ہے جی نڈھال ہوا جاتا ہے “

وہ شرارت سے مسکرائی میں پشت کے دروازے سے نکل بھاگا۔ اس طوفان بے تمیزی کا مقابلہ نہ ہو سکا۔ کمرے میں جا کے پتلون بدلا اور آرام کرسی پر لیٹ گیا۔ جنگ کھانے کی گھنٹی نے بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا سکا۔ گویا مقدرت

کس دا نہ بینم ورنشش جز سایہ ور پلوت خود
آن ہم جو چنیم سوئے او گردد زمن روئے خود

ابا تو تحمل لٹکائے گال پھلائے میز پر بیٹھے تھے۔ آنکھوں میں بھری تھی بیت کا نوشہ سا منے رکھا تھا پیشانی پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔ مجھے استفسار کی جرأت کیوں ہوتی انھوں نے از خود فرمایا:—

ابا ” اے کمبخت نالائق تیرے جیسے گناہ نے تو نے کلیجہ کھایا۔ تجھ سے دنیا کا کوئی کام نہ ہو سکے گا۔ ارادہ ہے کہ کپتان ہال سے خط کتابت کرکے تجھ کو قطب شمالی بھیجدوں۔ تو ہے اسی قابل “

میں ” کیوں کیوں۔ خیر باشد “

ماں ” آخر کچھ کہو تو سہی اس نے کیا قصور کیا ہے “

ابا ” صاحب آپ نے آدمی نہیں گدھے کا بچہ بنایا ہے “

ماں ” ہاں یہ تو میں بھی جانتی ہوں “

ابا ” مسز ہسمتہ نے شکر سنگا بھیجی آپ نے پیا ہوا تک حوالے کیا اب جو وہ دودھ میں ڈالتی ہے تو سارا دودھ پھٹ گیا۔ حضرت دکان سے چلے آئے وہ آکے مجھ سے جھگڑنے لگی۔ دودھ کا تاوان ادا کیا شکر کی تضییع اوقات کے عوض ایک ریشمی رکمالی حوالے کرنا پڑی۔ مسز ہسمتہ ابھی دکان نہیں ہوئی تھیں کہ لڑکی کی ماں گھرے ڈبے دکھانے لگی اس نے صابن مانگا تھا آپ نے جاہوا شیرا کا غذ میں باندھ دیا دھوپ تھی تیز شیر پگھل کے اس بیچاری کے کپڑوں پر ٹپکا۔ اس سے چھٹکارا نہیں ملا تھا کہ ونڈ وہ آیا اسکو حضرت نے چینی کے مصنوعی دانت عنایت کیے تھے گھستیں اوبانے لگے مگر کسی طرح نہ بنے لڑکے کی ماں نے پہلے ہاتھ سے چھلکا اور ہیڑنے کی کوشش کی نہ اوھڑا تو دانت سے دبایا دانت ٹوٹ کے حلق میں جا رہا۔ اپنے صاحبزادے کی حرکتیں دیکھیے۔ بھلا یہ اس بات الو کا پٹھا گودام کی منیجری کیا خاک کرے گا۔

اماں ” اے میاں یہ عشق ہے ہنسی ٹھٹھا نہیں کبھی ہم تم بھی جوان تھے اپنا وقت یاد کرو۔ یہ ساری غفلتیں بل میری گولڈ کے عشق میں ان سے سرزد ہوئیں لو آں کو پرانی باتیں یاد آئیں اتنا ہنسیں کہ شوربا میز پر گر گیا۔ اب ان بڑی بی کو کیا کہا جائے جب بل کی شادی ہو جائے گی تو لڑکے ہوش بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔

آخر وہ گھڑی آ گئی جسے مصیبت کی گھڑی کہنا چاہیے یعنی میاں فرزند بکپ صاحب خود ہی شادی میں شرکت کا پیام دینے گرام تشریف لائے ستم کا سامنا ہے۔ اے خدا اس خرم کو غارت کرے اپنے کسی کا نہ دکھا۔ امید تو یہ تھی کہ ہم جاتے اور دوستوں کو پیام دیتے مگر آج یہ دلخراشی ہو خیر یہ بھی قسمت کی خوبی۔ کچھ نہیں۔ عورت کے دل کا اعتبار کچھ نہیں اس وقت پیام شادی پیام اجل معلوم ہوتا تھا لیکن

تھوڑی سی کشش بر جان درویش۔

فرزند ” درست فلسفر یہی جون کو بل میری گولڈ سے میری شادی ہو گی اور خیر اماں ابا کی مراد بر آئے ہو گی۔ تم کو دولہا کا رفیق بننا پڑے گا۔ ابھی دیکھو میں کوئی عذر نہ قبول کروں گا “ آخر حق مروت و محبت بھی کوئی چیز ہے “

میں ” کیا بل صاحب جانتی ہیں کہ تم جبرات کے دن مجھے اپنا رفیق بنانا چاہتے ہو “

فرزند ” جاننا کیسا۔ یہ تجویز تو انھیں کی ہے سب سے جلدی بتاؤ تمھیں رفیق بننا قبول ہے “

میرے حلق میں گویا کوئی شے اٹک گئی۔ شاید مروت نے گلے میں پھندا ڈالا اور سوائے ” ہاں “ کہنے کے اور کوئی لفظ نہ کہہ سکا “

فرزند ” اے شاباش کیوں نہ ہو۔ واللہ تمھاری ” ہاں “ نے دل خوش کر دیا “

فرزند رخصت ہوا اور میرے دل پر غم کی بجلی گری۔ دل نے کہا ” رقیب اور رفیق “ واہ! وعدہ ہرگز مناسب نہ تھا۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ دولہا کے رفیق کے فرائض کیا ہیں۔ اب تو منہ سے ہاں نکل ہی گئی۔ ارادہ سے پھرنا دوسری حماقت ہے۔ اس خیال سے کسی قدر تسکین ہو گئی کہ میری دلاوری اور بہادری کا امتحان خوب ہو جائے گا نیز اگر بل میری گولڈ نے میری پروا نہیں کی تو جی سے بندہ بھی انکی پروا نہیں کرتا۔

تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی

بقول اماں کے ” شام کے در سے در سے ہزار ہستیں ہو جائیں گی “ بل میری گولڈ میں کیا سرخاب کے پر لگے ہیں۔

اور عشق کرونگا مجھے پروا کیا ہے

بس اس رنج کو غیرت کے گھونٹ کی طرح غٹ سے پی جاؤں گا۔ گویا عشق کبھی نہ تھا۔ صرف ایک خواہش تھی وہ بھی مسلی۔ اچھا بی بل صاحب! فرزند کے انتخاب بہا تا ہے نہیں۔ عنقریب آپ پچھتائیں گی کہ فرزند سے ساز باز کرنے کے بجائے کیوں نہ مسٹر فلسفر کو اپنی اصلاح مزاج کا موقع دیا۔ اے جان فلسفر تو وہ مرد مردانہ ہے فرزند سے کی تکلے آگے امیر العجیر

ٹیلیسن کا نجات اور لارڈ چسٹر فیلڈ کی خودداری بیچ ہے۔ دولہا کے رتبے کے فرائض رسموں کی کتاب میں لکھے ہوئے ہیں۔ ان کو پچیدواں کی نوٹ بک میں ٹانکے لیتا ہوں۔ لوگ دیکھیں گے کہ میں نے اپنے رتیب کا ساتھ کیسی فراخ دلی سے دیا۔

ان خیالات کے آتے ہی تالی بجاتے عمر کی بیل منڈھے چڑھی۔ اور پتلون کا گھیرا چھوٹا نکلنے پر سخت آزادہ ہوئی۔ کھونٹے پر ٹنگا ہوا تھا لوگ کہتے ہیں کہ کسی بیج میں جیسے گھر نہ چھوٹا۔ چھری سے کتر چاقو سے دھو یا تیزاب ڈالا جو نے سے رگڑا آخر مایوس ہوئی اور ٹیو یارک آرڈر بھیجا گیا کہ ایک ایسا ہی پتلون جلدی تیار کرکے بھیجدو اس کے ساتھ ایک جوڑی نرم دستانے کی ایک گھڑی پیٹی ایک اعلیٰ درجہ کی نکٹائی بھی۔ کتاب فروش کو خط لکھا کہ شادی کے رسوم پر جتنی کتابیں تمہارے یہاں ہوں وی پی پارسل کردو۔ دو سرے دن ہی کتابیں ڈھیر ہو گئیں۔ گودام کے کام بار سے جتنا وقت بچا وہ سب تو سیع معلومات میں صرف ہوا۔ آداب و رسوم نوشاہ میں سے کوئی خفیف جزو بھی ایسا نہ تھا جو مجھے یاد نہ ہو گیا ہو۔ دنیا کے ہر ملک کے مراسم سب کو زبان یاد ہیں۔ ترکستان۔ ہندوستان۔ سوئس نیوزی لینڈ۔ انگلستان۔ امریکہ۔ افریقہ۔ جاپان میں جو رسمیں ہوتی ہیں سب ازبر تھیں۔ توقع ہے کہ فرد مجھ کو اپنا رفیق بنا کے کبھی نہ پچھتائے گا اور اس کی میری سلیقہ شعاری خودداری فرض شناسی دیکھ کے دنگ ہو جائیں گی اور اسی غلطی کا اعتراف کریں گی کہ انھوں نے خود ہی جلدی کی ہے۔

سچ ہے جلدی کام ہے شیطان کا

بزرگوں نے جو کچھ کہا ہے دو دیہاتی درست ہے پورا پورا تجربہ ہے صحیح ہے۔ جب منگنی پر بیاہ کی تاریخ معلوم ہوئی۔

تمام کمال دکھا دیے گرجے میں نکاح ہونے والا تھا۔ لہذا طے کرنے کے لیے دولہا دولہن کے نمائندے اور دیگر احباب جنکے متعلق کچھ شبہ نہیں تھا ہوئے کہ سب کو کس ترتیب کے ساتھ بات چیت کی کون جانب راست رہے گا کون جانب چپ۔ اہل امتحان

میں فرد ت کی نئی احتیاطیاں سرزد ہوئیں۔ دولہن کے سایہ پر پاؤں رکھ دیا۔ شادی کی انگوٹھی گرادی اسطرح چلا کہ میز میں دھکا لگا۔ مگر واقعہ میں مطالعہ کتاب نے مجھکو تجربہ کار ماہر بنا دیا تھا مجھ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ بل میری گولا نے مجھ سے کہا۔ آہ جان کلفر آج تو تم نے بالکل چولا ہی بدل ڈالا ہے وہ گھبراہٹ ہے نہ وہ عیب۔ بالکل بھلے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ خدا کرے فرد بھی اس سخت امتحان میں پورا اترے اور جو بیکلا ہٹ اس سے اسوقت سرزد ہوئی شام کو سرزد نہ ہو۔

میں۔ "بیگم صاحب دولہا بننا آسان کام نہیں ہے غلطی بشریت سے ہوتی ہے۔ پھر آپ سے سچ کہتا ہوں کہ اگر میں فرد کی جگہ ہوتا تو ضرور دیکھیو بھلا۔ فروگذاشت پر خورد گیری نہ کرنی چاہیئے"

بیگم صاحبہ۔ "تم ٹھیک کہتے ہو" مجھے خود یاد دلایا کہ میرے ساتھ تم نے نہایت تنگ خیالی کا برتاؤ کیا آدمی ہمیشہ دل کی واردات سے متاثر ہوتا رہتا ہے۔ "گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے" میں اسوقت وہ جان کلفر نہیں ہوں جس نے تمھیں پاخانے کی سیر کرائی تھی۔ "وہ دن گئے جب خلیل خاں فاختہ اڑاتے تھے" "بھاج کے جائے سدا بھاج ہی میں نہیں رہتے" "دل عالمے دارد"

جیوں تیوں دن گزرا۔ شام ہوئی۔ مجھے اپنے فرائض یاد آئے۔ کپڑے پہنے نوشاہ کے گھر گیا۔ نوشاہ صاحب کمرے میں ٹہل قدمی کر رہے تھے گھبرائے ہوئے۔ یا جیسے کبھی جلتی تھیں سانپ بدلتی کیں آنکھوں سے دیکھوں ہائے دل بیٹھا جاتا ہے۔ فرد۔ "جان کلفر۔ خوش آمدید۔ مگر آج نکٹائی کیوں نہ لگائی"

پہیے جناب! غلطیوں پر سرزنش شروع ہوگئی اب نیند سے کیف ہوتا ہے میں نے گلے پر ہاتھ پھیرا واقعی نکٹائی نہ تھی۔ دوڑتا ہوا گھر گیا نکٹائی پہن کر نکال لگائی اور سر پٹ دوڑ کے چال واپس آیا۔ اس دوڑ دھوپ نے جلد کے مسامات کھول دیے پیرہن تو

پسینے کی ڈولی بن گیا۔ سارے کپڑے پسینے میں شرابور۔ رومال بھیگ کے پوچھنے کی کمال ہو گیا۔ سانس پھول گئی۔

فرد۔ "بار معرف ملازمت کی کسر ہے۔ جب تک تم دستانے پہن لو"

اسوقت دستانے پہننا آسان نہ تھا ہاتھ گیلے تھے اور یہ دوسری سرزنش تھی۔ سچ ہے مصیبت تنہا نہیں آتی۔ دل کی دھڑکن ترقی پر ہے غلطیوں کا احساس رخصت ہو چکا بلاارادہ داہنا دستانہ بائیں ہاتھ میں چلا گیا اور بایاں داہنے ہاتھ میں۔ چھنگلیا کی جگہ انگوٹھا اور انگوٹھے کی جگہ چھنگلیا پسینے کی نمی سے باریک دستانہ جلد میں چپک گئے لاکھ لاکھ زور کرتا ہوں اترتے نہیں آخر چھنگلیا کے غلاف کو انگوٹھے نے چاک کیا شیخ جی صاحب (انگوٹھے) بے نقاب۔ دستانے پر محنت کی رات جاری بنوار نبدی سے دست برداری ہی مناسب معلوم ہوئی۔ دو منٹ بات کی بات میں گزر گئے۔

اب برات چلی۔ میں فرد کے ساتھ گاڑی میں سوار۔ مس روز دولہن کے ساتھ دوسری گاڑی میں سوار۔ اگرچہ مجھ پر غفلت و ندامت نے چوٹ شروع کر دی تھی پھر بھی اسوقت دولہن کی سفید بے داغ شرمیلی چتون گالوں کی سرخی ڈیل کی آراستگی کی داد دیتا ہوں۔ خیالات کا رعب اس درجہ دل پر ابر کی طرح چھا گیا کہ طبیعت تھے پرسے اکھڑ گئی۔ بس یہ دل چاہتا تھا کہ دولہن کا پنڈ نہ چھوڑوں۔ اور یہی ہے مجھے دولہا کے ساتھ جانا چاہیے تھا دولہن کا رفیق بن گیا۔ میاں فرد نے کئی بار دھکیلا مگر میری جوتی ہٹتی۔ آخر قربان گاہ کے پاس بھی شانہ سے شانہ ملائے کھڑا رہا۔ ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا۔

لوگ مشہور کرتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ پل سے کہا۔ "جان من مجھے تمہارے ساتھ نکاح دل و جان منظور ہے" پادری نے جو کچھ سوال فرد سے کیے ان سب کا جواب میں نے دیا۔ یہ جواب شادی کی کتاب سے ازبر کر لیے گئے تھے جو بیساختہ منہ سے نکلنے لگے۔ (باقی آئندہ)

عوارض وبائیہ وبالخصوص ہیضہ سے بچنے کی تدابیر

اطبائے دواخانہ معدن الادویہ کا مجرب ہدایات و مشورہ

۱- [illegible] مکان میں رہنا جس میں دھوپ و ہوا کا کافی گذر ہو۔

۲- [illegible] سے مکان کو صاف رکھنا۔ دن میں [illegible]

[illegible] برگ حنا وغیرہ کا جلانا۔

[illegible] اپنے پاس رکھنا اور سونگھنا۔ صندل، سیب، گل نیلوفر [illegible]

[illegible] کا پاس رکھنا اور سونگھنا۔

۳- [illegible]

۴- [illegible]

۵- [illegible] دھوپ میں چلنے اور شب بیداری سے پرہیز کرنا۔

۶- [illegible]

۷- [illegible]

۸- [illegible] سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۹- [illegible]

[illegible] سے بھی الامکان پرہیز کی جائے۔

ہر قسم کا طبی مشورہ بلا کسی فیس کے حاصل ہو سکتا ہے

منیجر دواخانہ معدن الادویہ - وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

امراض وبائیہ و ہیضہ سے

حفاظت رکھنے والی مجرب ادویات

حافظ طاعون و ہیضہ

[illegible]

عرق ہاضم

[illegible]

[illegible] اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے

امراض ہیضہ سے

نجات بخشنے والی

نہایت مجرب ادویہ

جوہر حیات

[illegible]

[illegible]

فہرست مفت طلب فرمائیے

مفت روانہ ہوگی

شرائط ایجنسی

(۱) [illegible]

(۲) [illegible] کی روانگی موقوف کر دی جائے گی

(۳) [illegible]

(۴) [illegible] کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا

[illegible]

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مفت مفت

وید ودیا

دولت، راحت، تندرستی [illegible]

[illegible]

ملنے کا پتہ

راج وید نارائن جی کیشو جی سیڈ آفس

جام نگر کاٹھیاوار - برانچیں بمبئی کلکتہ مدراس

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین [illegible]

[illegible]

جلد قیمت مع محصول ڈاک . . . . عمر

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ممتاز المطابع بیرون وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین مالک و اڈیٹر طبع ہو کر شائع ہوا